مولانا محمد حنیف یزدانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ

مولانا محمد اسماعیل وزیر آباد گوجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں "ڈھونڈنے کی" میں ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا ابراہیمؒ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس تھے۔ چنانچہ ترمذی کی شرح الاحوذی کی چاروں جلدیں۔ اور قرآن مجید مترجم مولانا وحید الزمان مطبوعہ لاہور ان کی خوشنویسی کا شاہکار ہیں۔ انہوں نے اپنے اس اکلوتے فرزند ارجمند کو ہوش سنبھالتے ہی استاد پنجاب حافظ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث، وزیر آباد کی خدمت میں دینی تعلیم کے لیے بھیجدیا۔ آپ نے جملہ علوم و فنون، قرآن و حدیث، فقہ اصول فقہ، عربی ادب، منطق، فلسفہ، عقائد و کلام وغیرہ حضرت حافظؒ صاحب سے حاصل کیے۔ آپ نے امرتسر دہلی کے مشہور اساتذہ سے بھی کسب فیض کیا۔ آخر میں مولانا محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر مزید علم حاصل کیا۔ درس نظامی کی تکمیل کے مراحل کئی سال میں طے کیے۔ ۱۳۴۰ھ (۱۹۲۱ء) میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا ثناءاللہؒ امرتسری کی تجویز کے مطابق گوجرانوالہ میں مسند تدریس و خطابت سنبھالی جس کو آپ نے چار چاند لگا دیئے اور ساری عمر گوجرانوالہ میں گزار دی۔ فوجی، ملکی، وطنی، دینی اسلامی ہر تحریک میں حصہ لیا۔ تحریک آزادی کے دنوں میں انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے لیے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ہاتھ پر بیعت کی گزشتہ نصف صدی میں جماعت اہل حدیث کی کسی بھی قسم کی سرگرمی میں مولانا محمد اسماعیلؒ ہمیشہ ایک اہم رکن کی حیثیت سے نظر آئے ہیں۔ نوجوانی ہی میں سعی و ہمت کا یہ حال تھا کہ ۱۹۲۴ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا سالانہ اجلاس گوجرانوالہ میں کر ڈالا۔ انجمن اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا تو اس میں مولانا کا بہت عمل دخل تھا۔ ۱۳۴۹ھ میں مولانا سید محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ گھڑیالوی کی سربراہی

میں جمعیت تنظیم اہل حدیث وجود میں آئی تو اس کے روح رواں بھی آپ تھے۔ چنانچہ اس کا دفتر مولانا ہی کی سرپرستی میں گوجرانوالہ میں قائم ہوا۔

۱۹۲۶ء کے سالانہ اجلاس اہل حدیث کانفرنس بمقام دہلی مجلس عمل اہل حدیث کانفرنس قائم ہوئی تو آپ اس کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی معیت میں جماعت اہل حدیث کو منظم کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی مجلس عمل میں جمعیت اہل حدیث کے نمائندہ تھے۔

۱۶ سال تک کے عرصہ میں جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ رہے۔ حضرت غزنوی کے انتقال کے بعد متفقہ طور پر امیر جمعیت اہل حدیث مقرر ہوئے جو تادم زیست رہے۔ گوجرانوالہ شہر میں بالخصوص اور علاقہ گوجرانوالہ میں بالعموم توحید و سنت کا نور آپ کے دم قدم سے پھیلا۔ آپ کو "علم حدیث" میں تبحر حاصل تھا۔ چنانچہ آپ کے انتقال پر ماہنامہ "الرحیم" ماہ مارچ ۱۹۲۸ء میں لکھا کہ آپ واقعی "شیخ الحدیث" تھے لکھنے میں کمال حاصل تھا۔ بہت عمدہ لکھنے کے ساتھ زود نویس بھی تھے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ میں نے جب بھی لکھنے کے لیے عرض کیا۔ اسی وقت ایک بسوط مضمون لکھ کر میرے حوالے کر دیا۔ چنانچہ "معیار الحق" کا پیش لفظ اس کا شاہد عدل ہے۔ مسلک اہل حدیث پر جب کبھی اور جہاں کہیں سے بھی اعتراض ہوا فوراً اس کا جواب دیا چنانچہ تحریک آزادی فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تجدیدی مساعی مسلک اہل حدیث کے موضوع پر آپ کے جملہ مضامین کا مرقع ہے جو آپ ہی کے پیش لفظ سے مزین ہو کر مکتبہ "نذیریہ" کی جانب سے شائع ہو چکا ہے۔ راقم ہی نے حضرت مولانا کی اجازت سے مسلک اہل حدیث کے موضوع پر جو مضامین مختلف رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ انہیں یک جا کیا۔ اور حضرت مولانا ہی سے ان میں ترمیم و اضافہ کرا کے آپ کی زندگی ہی میں شائع کرنے کا شرف حاصل کیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک!

آپ پاکستان میں علماء اہل حدیث کی آخری یادگار تھے، اور آپ اکابر علماء اہل حدیث کی جملہ صفات کے حامل تھے، اور ایک مثالی شخصیت تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کا ورع اور تقویٰ، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کی تواضع، مولانا عبدالرحیم

غزنویؒ کا ذوق قرآن فہمی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کی انگریز دشمنی، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا ذوق تالیف، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا جوہر خطاب، مولانا عبدالوہاب دہلوی کی شیفتگی سنت، مولانا محمد حسین بٹالوی کی وسعتِ علم، مولانا عبدالقادر قصوریؒ کی متانت، معاملہ فہمی اور وسعتِ قلبی یہ صفات ایک مولانا محمد اسماعیلؒ میں موجود تھیں۔

گوجرانوالہ میں جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب تھے۔ مدرسہ محمدیہ کے شیخ الحدیث تھے۔ تقریباً پچاس برس شہر میں درس قرآن وحدیث دیا۔ ہزاروں لوگوں کو قرآن پاک باترجمہ مع ضروری تفسیر کے پڑھایا۔ ۱۹۵۳ء میں جن ۳۱ علماء نے ۲۲ نکات پر مشتمل پاکستان کے دستور پر خاکہ مرتب کیا۔ ان میں آپ بھی شامل تھے۔ سابق صدر ایوب کے دور میں آئینی کمیشن نے جو سوالنامہ شائع کیا۔ اس کے جواب میں جن علماء نے متفقہ طور پر سوالنامہ کا جواب نامہ لکھا۔ اس کے روحِ رواں آپ تھے۔ غرضیکہ دینی، اسلامی، مذہبی، سیاسی، ملکی اور وطنی تحریکوں میں آپ کا حصہ بہت عظیم ہے۔

بالآخر جنگ آزادی کے صفِ اول کے مجاہد، پچاس برس تک مسند درس و تدریس اور خطابت و افتاء کو زینت دینے کے بعد ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ بروز منگل چار بجے بعد نماز عصر انتقال فرما گئے۔ اگلے دن بروز بدھ بعد از نماز ظہر سٹیڈیم گراؤنڈ گوجرانوالہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازے پر بے پناہ ہجوم تھا۔ بچے بوڑھے مرد عورت اپنے پرائے، مذہبی، سیاسی تمام اشک بار تھے۔ ایسا جنازہ گوجرانوالہ میں دیکھنے میں نہیں آیا پورے پاکستان کے لوگ پہنچے تھے۔ بقول شورش کاشمیریؒ ایسا جنازہ تو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ نوائے وقت ایسے روزناموں نے اداریے لکھے۔ ماہناموں، ہفت روزوں کا شمار ہی نہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عاشق اسلام، عاشق سنتِ رسولؐ، کشتۂ محبت محدثینؒ شیفتہ حدیث واہل حدیث، غریبوں کے غم گسار اور ملت اسلامیہ کے جانثار کو جنت الفردوس میں انبیا، شہداء و صالحین کی معیت میں مقام علیا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔